والدین کی قضا نمازوں اور روزوں کی ادائیگی کرنے کا حکم

دارالافتاء اھلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا اولاد اپنے والدین کی طرف سے قضا نمازیں پڑھ سکتی ہے یا قضا روزے رکھ سکتی ہے ؟

جواب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

نماز و روزہ عبادت بدنیہ ہے اور عبادت بدنیہ میں نیابت نہیں ہو سکتی، لہذا اگر میت کے ذمے قضا روزے یا قضا نمازیں ہوں تو اس کی طرف سے کوئی دوسرا شخص اس کی قضا نمازیں اور روزے ادا نہیں کر سکتا اور اگر کوئی ادا کرے تو اس کی وجہ سے میت سے وہ فرض نہیں اترے گا۔ ہاں! ان کا فدیہ ادا کیا جا سکتا ہے۔ ہر نماز اور ہر روزے کا فدیہ، ایک صدقہ فطر کی مقدار برابر ہے کہ اتنی مقدار کسی فقیر شرعی کو میت کی نماز یا اس کے روزے کی طرف سے دے دی جائے تو اس سے ایک نماز یا ایک روزے کا فدیہ ادا ہو جائے گا، اب جتنے روزوں اور جتنی نمازوں کا فدیہ ادا کرنا چاہتے ہیں، اتنے صدقہ فطر کی مقدار برابر رقم شرعی فقیر کو ادا کر دیں گے تو ان سب کا فدیہ ادا ہو جائے گا۔

اگر میت نے وصیت کی ہے اور مال چھوڑا ہے تو اس کے مال کے تہائی حصے سے فدیہ ادا کیا جائے، اگر تہائی حصہ کم ہو اور فدیہ کی رقم زیادہ بنتی ہو تو پھر فقیر شرعی مالک بننے کے بعد اپنی مرضی سے وارث کو گفٹ کر دے اور پھر وارث، اس رقم پر قبضہ کرنے کے بعد اس کو میت کے فدیہ میں دے دے، یونہی لوٹ پھیر کرتے رہیں، یہاں تک کہ فدیہ ادا ہو جائے۔ اور اگر وصیت نہیں کی یا وصیت تو کی لیکن مال نہیں چھوڑا تو وارث اپنے مال سے فدیہ ادا کر سکتا ہے، اگر مال کم ہو تو اوپر مذکور طریقے کے مطابق لوٹ پھیر کر کے فدیہ مکمل کر لیا جائے۔ اور اگر وارث کے پاس مال نہ ہو تو وہ کچھ رقم قرض لے کر بھی فدیہ ادا کر سکتا ہے اور رقم کم ہو تو اوپر مذکور طریقے کے مطابق لوٹ پھیر کر سکتا ہے۔

عبادت بدنیہ میں نیابت کے متعلق بدائع الصنائع میں علامہ کاسانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :

”والبدنية المحضة لا تجوز فيها النيابة على الاطلاق لقوله عز وجل ﴿وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى﴾ الا ما خص بدليل وقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم (لا یصوم احد عن احد ولا یصلی احد عن احد) ای فی حق الخروج عن العهدة لا فی حق الثواب“

ترجمہ: جو محض بدنی عبادات ہوں ان میں مطلقا نیابت جائز نہیں، اللہ تعالی کے اس فرمان کی وجہ سے (اور یہ کہ انسان کے لئے وہی ہوگا جس کی اس نے کوشش کی)، مگر جو کسی دلیل سے خاص ہو جائے (اس میں نیابت درست ہوگی) اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی وجہ سے کہ "نہ کوئی کسی کی طرف سے روزہ رکھے، اور نہ کوئی کسی کی طرف سے نماز ادا کرے، یہ فرمان اپنے اوپر لازم شدہ کام سے بری الذمہ ہونے کے حق میں ہے نہ کہ ثواب کے حق میں۔ (بدائع الصنائع، جلد02، صفحہ212، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

بہار شریعت میں صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: ”میت نے ولی کو اپنے بدلے نماز پڑھنے کی وصیّت کی اور ولی نے پڑھ بھی لی تو یہ ناکافی ہے۔ (بہار شریعت، جلد1، حصہ4، صفحہ707، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

درمختار میں ہے

"(ولو مات وعليه صلوات فائتة وأوصى بالكفارة يعطى لكل صلاة نصف صاع من بر) كالفطرة (وكذا حكم الوتر) والصوم، وإنما يعطى (من ثلث ماله) ولو لم يترك مالا يستقرض وارثه نصف صاع مثلا ويدفعه لفقير ثم يدفعه الفقير للوارث، ثم وثم حتى يتم۔"

ترجمہ: اگر کوئی شخص مرا اور اس پر فوت شدہ نمازیں ہوں اور اس نے کفارے کی وصیت کی ہو تو ہر نماز کے بدلے نصف صاع گندم دی جائے گی، صدقہ فطر کی طرح۔ اور وتر اور روزے کا بھی یہی حکم ہے۔ اور اس کے مال (یعنی ترکہ) کی تہائی سے کفارہ دیا جائے گا اور اگر اس نے مال نہ چھوڑا ہو تو اس کا وارث مثلاً نصف صاع قرض لے اور اسے فقیر کو دے پھر فقیر وہ وارث کو دے پھر اسی طرح لوٹ پھیر کرتا رہے یہاں تک کہ کفارہ مکمل ہو جائے۔ (الدر المختار، جلد02، ص643 تا 645، مطبوعہ: کوئٹہ)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے

"وفي فتاوى الحجة وإن لم يوص لورثته وتبرع بعض الورثة يجوز"

ترجمہ: اور فتاوی الحجۃ میں ہے کہ اگر اس نے اپنے وارثوں کو وصیت نہیں کی اور بعض ورثا نے تبرعا کفارہ دے دیا تو جائز ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری، جلد1، صفحہ125، دار الفکر، بیروت)

امداد الفتاح میں ہے

"(وإن لم يف ما أوصى به) الميت (عما عليه) أو لم يوص بشيء وأراد الولي التبرع بما لا يفي بذلك عن الواجبات التي بيناها (يدفع ذلك المقدار للفقير) بقصد إسقاط ما يريد عن الميت (فيسقط عن الميت بقدره ثم) بعد قبضه (يهبه الفقير للولي ويقبضه) لتتم الهبة وتملك (ثم يدفعه) الولي للفقير بجهة الإسقاط (فيسقط عن الميت بقدره) أيضاً، ثم (يهبه الفقير للولي ويقبضه ثم يدفعه) الولي (للفقير، وهكذا) يفعل مراراً (حتى يسقط ما كان) يظنه (على الميت من صلاة وصيام) ونحوهما مما ذكرناه من الواجبات وهذا هو المخلص في ذلك ان شاء بمنه وكرمه"

ترجمہ: اور جس کی میت نے وصیت کی وہ اگر اس پر لازم شدہ (واجبات) کو پورا نہ کرے یا اس نے بالکل وصیت ہی نہ کی اور ولی اتنے مال کے ذریعے تبرعا ادا کرنا چاہے جو میت کے ان واجبات کو پورا نہیں کرتا جسے ہم نے بیان کر دیا تو وہ جتنے واجبات میت کی طرف سے ادا کرنا چاہتا ہے، ان کو ساقط کرنے کی نیت سے اتنی مقدار فقیر کو دے گا، پس میت سے اسی کی مقدار ساقط ہو جائے گا پھر قبضہ کے بعد فقیر وہ مال، ولی کو ہبہ کر دے اور ولی قبضہ کر لے تاکہ ہبہ تام ہو جائے اور وہ مالک ہو جائے پھر ولی وہ (دوبارہ) اسقاط کے طور پر فقیر کو دے، پس میت سے اس کی مقدار برابر بھی ساقط ہو جائے گا پھر فقیر وہ مال، ولی کو ہبہ کر دے اور وہ قبضہ کر کے دوبارہ فقیر کو دے دے، اور اسی طرح بار بار کرتا رہے یہاں تک کہ ساقط ہو جائے جو وہ میت پر نماز اور روزے اور ان کی مثل واجبات میں سے ہماری بیان کردہ چیزوں کا گمان کرتا ہے، اگر اللہ نے چاہا تو اس کے فضل و کرم سے اس معاملے میں یہی خلاصی کی صورت ہے۔ (امداد الفتاح، صفحہ 485، مطبوعہ: کوئٹہ)

بہارِ شریعت میں ہے "جس کی نمازیں قضا ہو گئیں اور انتقال ہو گیا تو اگر وصیّت کر گیا اور مال بھی چھوڑا تو اس کی تہائی سے ہر فرض و وتر کے بدلے نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جَو تصدق کریں اور مال نہ چھوڑا اور ورثا فدیہ دینا چاہیں تو کچھ مال اپنے پاس سے یا قرض لے کر مسکین پر تصدق کر کے اس کے قبضہ میں دیں اور مسکین اپنی طرف سے اسے ہبہ کر دے اور یہ قبضہ بھی کر لے پھر یہ مسکین کو دے، یوہیں لوٹ پھیر کرتے رہیں یہاں تک کہ سب کا فدیہ ادا ہو جائے۔ اور اگر مال چھوڑا مگر وہ ناکافی ہے جب بھی یہی کریں اور اگر وصیّت نہ کی اور ولی اپنی طرف سے بطور احسان فدیہ دینا چاہے تو دے اور اگر مال کی تہائی بقدر کافی ہے اور وصیّت یہ کی کہ اس میں سے تھوڑا لے کر لوٹ پھیر کر کے فدیہ پورا کر لیں اور باقی کو ورثا یا اور کوئی لے لے تو گنہگار ہوا۔" (بہارِ شریعت، جلد 1، حصہ 4، صفحہ 707، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب : مولانا محمد حسان عطاری مدنی

فتوی نمبر : WAT-4168

تاریخ اجراء : 07ربیع الاول1447ھ/01ستمبر2025ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)

www.fatwaqa.com | daruliftaahlesunnat | DaruliftaAhlesunnat

Dar-ul-ifta AhleSunnat | feedback@daruliftaahlesunnat.net